شاہ ولی اللہ کی تالیفات پر ایک نظر

غلام مصطفیٰ قاسمی

(۶)

(۱۱) حجۃ اللہ البالغہ

شاہ صاحبؒ کی جملہ تالیفات میں سے یہ معرکۃ الآراء اور عالمی شہرت کی کتاب ہے اور یہ بھی سفر حرمین سے واپسی کے بعد کی تالیف ہے اور علم حدیث کے "اسرار دین" کے فن میں داخل ہے۔ مؤلف امام علم حدیث کے درجات پر بحث کرتے ہوئے اس کتاب کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں (ترجمہ) ہمارے نزدیک حدیثوں کے متعلق تمام فنوں میں سے سب سے زیادہ باریک اور گہری بنیاد والا اور دور دور تک روشنی پہنچانے والا فن اور اسلام کی شریعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام علموں میں سب سے اونچے درجے کا علم وہ ہے جس کا نام ہم علم اسرار دین رکھتے ہیں۔

اس علم میں اس بات پر بحث ہوتی ہے کہ حدیثوں میں جو حکم دیئے گئے ہیں وہ کیوں دیئے گئے ہیں؟ ان میں کیا کیا حکمتیں ہیں؟ وہ کیا ضرورتیں ہیں جن کی وجہ سے حکموں میں درجے پیدا کئے گئے ہیں۔ یعنی کسی کو کم ضروری اور کسی کو زیادہ ضروری اور کسی کو بہت ہی ضروری بنایا گیا ہے۔ اس علم کے فوائد کیا ہیں، اس پر بھی مصنف علام نے اس طرح روشنی فرمائی ہے۔ (ترجمہ) یہ وہ علم ہے جس کے مطالعہ سے انسان میں بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ گویا

شرعی قانون کی حکمتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اس لئے حدیث کے عام علموں کی جن کا اوپر ذکر آچکا ہے اس علم۔ علم اسرار دین سے وہی نسبت سمجھنی چاہیئے جو شعر پڑھنے والوں کو علم عروض سے ہے۔

جو شخص اس علم کا پوری طرح ماہر ہو جائے وہ پھر اندھیری رات میں لکڑیاں جمع کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا۔ جو کبھی لکڑی کی جگہ سانپ پر بھی ہاتھ ڈال بیٹھتا ہے نہ وہ سیلاب میں غوطہ لگانے والے کی طرح ہوتا ہے کہ موتی کی تلاش میں اپنی جان بھی کھو بیٹھتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کے کیا اسباب تھے، اس کو آپ مصنف علام کی اس تحریر سے معلوم کریں جو آپ نے اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے۔ (ترجمہ) ایک روز میں عصر کی نماز پڑھ کر اللہ سے دھیان لگائے بیٹھا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک روح آئی ہے اس نے مجھے کوئی چیز اڑھائی اور مجھے ایسا خیال ہوا گویا کوئی چادر مجھ پر ڈالی گئی ہے۔ اس حالت کا مطلب میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ دین اسلام کو نئی طرز سے بیان کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اس دن سے میں اپنے سینے میں ایک نور سا پاتا ہوں جو ہر وقت پھیلتا جاتا ہے۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد مجھے الہام ہوا کہ میرے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں ایک نہ ایک دن دین کا یہ بڑا کام ضرور کر دوں گا۔ اب زمین اپنے رب کے حکم سے جگمگا اٹھی ہے اور غروب کے وقت شعاعیں انسانوں پر اسی طرح پڑنے لگی ہیں جیسے طلوع کے وقت پڑتی تھیں اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ اب وقت آگیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اس زمانے میں سائنٹیفک دلیلوں سے پوری طرح ثابت کی جائے۔ اس کے بعد میں نے حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو خواب میں دیکھا۔ اس وقت میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ مجھے ایسا خیال ہوا کہ گویا انہوں نے مجھے ایک قلم دے کر فرمایا کہ یہ ہمارے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم ہے۔

اس کے بعد میں بہت دیر تک سوچتا رہا کہ اس علم پر ایک چھوٹی سی کتاب لکھوں جو ایسی سلجھی ہوئی زبان میں ہو کہ اسے شہری اور دیہاتی برابر سمجھ سکیں۔ اور وہ عام اور خاص مجلسوں میں پڑھی جاسکے اس کے چند سطر بعد آگے فرماتے ہیں۔

"اب میری یہ حالت تھی کبھی تو ایک قدم آگے بڑھاتا تھا اور کبھی ایک قدم پیچھے ہٹا لیتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے قابل عزت دوست محمد جو عاشق کے نام سے مشہور ہیں اس علم۔ علم اسرار دین کی قدر و قیمت اور اس کے بلند مرتبے سے واقف ہوگئے۔ انہیں الہام کے ذریعہ سے یہ بات اچھی طرح یقین کے ساتھ معلوم ہوگئی کہ انسانی نوع کی سعادت اس علم کی گہری باتوں کی تحقیق کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی۔ الخ"

ان عبارات سے اس علم کی اہمیت کے ساتھ یہ بات بھی مصنف علام کی تحریر سے واضح ہوگئی کہ مصنف کو اس علم میں کتاب لکھنے کا ارادہ تو پہلے سے پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن اس ارادہ پر عمل پیرا ہونے میں تاخیر ہوئی اس کا بھی مقدمہ میں ذکر موجود ہے۔

کتاب کی وجہ تسمیہ کے متعلق مؤلف امام فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) قرآن حکیم کی ایک آیت میں آتا ہے کہ وللہ الحجۃ البالغۃ۔ اس آیت میں انسان کی ذمہ داری اور اس کی کرموں کے پھل اور خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے قوانین کی حکمت کی طرف اشارہ ہے چونکہ یہ چھوٹی سی کتاب اسی علم کی شاخ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا نام حجۃ اللہ البالغہ رکھا جائے۔

اس کتاب کے متعلق حیات ولی کے مؤلف رقمطراز ہیں۔ یہ کتاب (حجۃ اللہ) یوں تو فقہ و حدیث کے متعلق لکھی گئی ہے لیکن حقیقت میں فقہ، حدیث، اخلاق، تصوف، فلسفہ، پانچوں مضامین کا مذاق پایا جاتا ہے گویا ان پانچوں علوم کا عطر و مغز اس کتاب میں بھر دیا گیا ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں:۔ علامہ ابوالطیب نے اس کی نسبت اپنی وزنی رائے اس طرح ظاہر کی ہے۔

این کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار دراں کردہ و حکم و اسرار آں بیان نمودہ تا آں کہ در فن خود غیر مسبوق علیہ واقع شدہ و مثل آں دریں دوازدہ سال ہجرت ہیچ یکے از علمائے عرب و عجم تصنیفے موجود نیامدہ و من جملہ

یعنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ اگرچہ علم حدیث میں نہیں ہے، لیکن اس میں بہت سی حدیثوں کی شرح اور ان کے اسرار و حکمتیں بیان کی گئی ہیں حتیٰ کہ اپنے فن میں بے نظیر ثابت ہوئی ہے اور کسی اور کتاب کو کسی طرح بھی اس پر سبقت نہیں ہوئی۔ زمانہ ہجرت سے

تصانیف مؤلفش مرضی بودہ است دفی الواقع بیش ازاں ست۔

لے کر اس وقت تک کہ بارہ سو سال ہو چکے ہیں علمائے عرب و عجم میں کسی کی ایسی لاثانی تصنیف موجود نہیں ہے غرض کہ یہ کتاب مؤلف کی تمام تصانیف میں عمدہ اور بہتر تصنیف ہے اور حقیقت میں اس سے بہت کچھ زیادہ ہے۔[1]

ماہنامہ "الفرقان" کے فاضل مدیر مولنا محمد منظور نعمانی اپنے ایک مقالہ میں "حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اور ان کے کام کا مختصر تعارف" اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس کتاب کو پورے "اسلام" کی شرح کہا جا سکتا ہے۔ میں اپنی زندگی میں کسی بشر کی کتاب سے اتنا متفید نہیں ہوا۔ جس قدر کہ اس کتاب سے خدا نے مجھے فائدہ پہنچایا۔ میں نے اسلام کو ایک مکمل مرتبط الاجزاء نظام حیات کی حیثیت سے اس کتاب ہی سے جانا ہے، دین مقدس کی ایسی بہت سی باتیں جن کو پہلے میں صرف تقلید مانتا تھا۔ اس جلیل القدر کتاب کے مطالعہ کے بعد الحمدللہ میں ان پر تحقیقاً اور علی وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں۔

مولنا موصوف اسی مقالے میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اگر ماہرین اقتصادیات و معاشیات کی کوئی تاریخ لکھی جائے تو اس میں بھی شاہ صاحب کا تذکرہ نہایت نمایاں طور پر ہوگا صرف حجۃ اللہ البالغہ اور بدور بازغہ میں ابواب ارتفاقات کے ذیل میں انہوں نے اقتصادی اور معاشی مسائل پر جو کلام کیا ہے۔ اور جو اصول اس سلسلہ میں مرتب کئے ہیں اگر کوئی حکومت نیک دلی اور دیانت داری کے ساتھ ان کو اپنے دستور اساسی قرار دے لے تو یقیناً انشاءاللہ اس کی قلمرو میں وہ ہمہ گیر بے چینی اور طبقاتی کش مکش پیدا نہ ہوگی جو اقتصادی اور معاشی الجھنوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور فی زمانہ جس نے قریباً ہر ملک کے باشندوں سے چین و اطمینان اور زندگی کا سکون چھین لیا ہے۔ اور بنی آدم کی غالب اکثریت حق میں جینے کی

---

[1] حیات ولی مطبوعہ مکتبہ سلفیہ ص۵۵۸

ہی اس دنیا کو دوزخ بنا دیا ہے۔

اس کتاب کی اسلامی ممالک میں پہلی بار ۱۲۹۴ھ میں بولاق مصر کی طرف سے دو جلدوں میں اشاعت ہوئی۔ (۱) صاحب لباب المعارف العلمیہ "حجۃ اللہ البالغہ" کے تحت لکھتا ہے: حدیث نبوی کی حکمت اور فلاسفی کو بالتفصیل بیان کیا ہے خصوصاً کتاب کا پہلا حصہ نہایت ہی اعلیٰ فلسفیانہ مضامین پر مشتمل ہے، کیفیت خصوصیہ میں لکھتا ہے۔ مطبوعہ ہند۔ خوشخط اور صحیح نسخہ۔

(۲) مصر میں بولاق کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن ادارہ طباعۃ منیریہ کے مالک اور مدیر محمد منیر دمشقی کی طرف سے ۱۳۵۲ھ میں دو جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ جس کے حاشیہ پر کچھ توضیحی نوٹ بھی تھے۔ حال ہی میں سید سابق کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب الحدیثیہ قاہرہ کی طرف سے ڈیمی سائز کے ۸۸۶ صفحات پر ایک جلد میں نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس میں مطبوعۂ منیریہ سے حواشی میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔

حجۃ اللہ البالغہ کے قلمی نسخوں کے متعلق ڈاکٹر زبید احمد چار نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ بانکیپور ۵۸۰، رامپور ۳۲/۳، برلن ۱۳۸۱ اور قاہرہ کا نسخہ۔ (۳) ہمیں ان قلمی نسخوں کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کب کے لکھے ہوئے ہیں۔

ایک تاریخی قلمی نسخہ

حجۃ اللہ البالغہ کا ایک قدیم قلمی نسخہ ہمیں حال ہی میں سندھ کی مشہور علمی لائبریری پیر جھنڈو میں مولانا الحافظ الحاج پیر محب اللہ شاہ کے ہاں دیکھنے میں آیا جو شاہ ولی اللہ صاحب کی وفات کے سات سال بعد اس کی کتابت ہوئی ہے اور کاتب کا نام محمود بن محمد ہے جو کہ سندھیوں کی ایک مشہور قوم پلیجہ کا فرد ہے۔ اس نسخہ کی کتابت کی تاریخ جمعرات بعد عشاء ۹ رجب ۱۱۸۳ھ بتائی گئی ہے۔ اس کی کتابت میں کاتب نے اپنے فن کتابت کا اس طرح مظاہرہ کیا ہے کہ اتنی

---

۱ اکتفاء القنوع بما ہو مطبوع ص ۱۳۲ تالیف ایدورد فندیک۔

۲ لباب المعارف العلمیہ فی مکتبۃ دار العلوم الاسلامیۃ ص ۳۶

۳ کنٹری بیوشن آف انڈیا ٹو اریبک لٹریچر ص ۲۵۹، ۳۳۳

ضخیم کتاب کو صرف ایک سو چوالیس ڈیمی سائز کے اوراق میں ختم کیا ہے اور لطف یہ ہے کہ تحریر بھی صاف ہے اور یہ نسخہ اعلیٰ درجہ کی صحت کا حامل ہے۔ کتاب کے آخر میں کاتب کی طرف سے یہ عبارت مسطور ہے:- وقع الفراغ من تحریر الحجۃ البالغہ بعد العشاء الآخر لیلۃ الخمیس تاسع شہر رجب الفرد الحرام ۱۱۸۳ھ ثلاث وثمانین و مائۃ بعد الالف من الھجرۃ علی ما جبھا افضل الصلوات واشرف التسلیمات علی ید احوج العباد الی ربہ المعبود مسکین محمود بن محمد الملقب بالطاہر بن محمود بلیجہ کھڈی عفی اللہ عنہ ورحمہ والدیہ وآبائہ مع المومنین۔ کھڈی حیدرآباد کے نواح میں کوئی گاؤں ہے۔

شاہ ولی اللہ اکاڈیمی کی طرف سے یہ کوشش جاری ہے کہ اس قدیم مصحح قلمی نسخہ کا عکس لے کر شائع کیا جائے۔ اور آخر میں ولی اللہی فلسفہ کے شارح مولانا عبیداللہ سندھی کی عربی میں حجۃ اللہ البالغہ کی شرح بھی شائع کی جائے۔ اس کے لئے ابتدائی مرحلہ پر کام شروع ہو گیا ہے اگر یہ صورت عمل میں آگئی تو علمی دنیا میں اس کتاب کی سب سے بڑی علمی خدمت ہوگی۔ شاہ صاحبؒ نے اس کتاب کے آخر میں اسرار دین کے متعلق جو عالمانہ رائے کا اظہار فرمایا ہے اس کا یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس عبارت سے اس فن میں کتاب اور مولف علام کے مقام اور مرتبہ پر روشنی پڑتی ہے؛ شاہ صاحب فرماتے ہیں (ترجمہ) جو کچھ ہم اس کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں لکھنا چاہتے تھے وہ لکھ چکے اور جس شرط کا ہم نے التزام کیا تھا اس کی بھی خلاف ورزی نہیں کی لیکن یاد رکھو شریعت کے جو اسرار ہمارے سینہ میں محفوظ ہیں وہ سب کے سب اس کتاب میں ہم نے ذکر نہیں کئے آگے فرماتے ہیں بایں ہمہ یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ جن اسرار کو ہم جانتے ہیں اور جن حقائق کا علم اللہ نے ہمیں بخشا ہے وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ کی امت کے کسی فرد کو آں حضرت صلی اللہ علیہ سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جن کے قلب مبارک پر قرآن مجید کا نزول ہوا اور جن کو روح القدس سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل تھا۔ پھر بھی جو اسرار اور علوم آپ کے سینۂ اطہر میں محفوظ تھے ان کو ان اسرار و حقائق اور ان حکم و مصالح کا جزو حقیر بھی بمشکل کہا جا سکتا ہے جن کا علم خالق تعالیٰ کو ہے اس حقیقت کو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر اس طرح ظاہر کیا۔ میرے اور تمہارے علم کو اللہ کے علم سے یہی نسبت ہے جو اس چڑیا کے چونچ میں پانی لینے کو اس دریائے بیکراں سے ہے۔